

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَلْفَضْلُ بِيَدِ الْوَيْتَةِ لِنِسَاءِ عَسَىٰ يَظْهَرَنَّ لَكُم مِّنْهَا مَآخِذٌ



396

الفصل فی

فادیاں

طیبر - علامہ امینی

The ALFAZL QADIAN.

حضرت مولانا
 علامہ امینی
 صاحب کتب مطبوعہ دارالافتاء
 لاہور - لاہور
 1315
 Darul Uloom
 لاہور

پرنس زرنیا میجر افسر

قیمت لائبریری ۱۰ روپے
 قیمت لائبریری ۱۰ روپے

نمبر ۱۲۶ مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء
 مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۲ھ
 جمعہ ۲۰ جولائی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز کو قبول کرتا ہے

المنیٰ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایذاً شریفہ العزیز مصدق
 ۵۔ جون رات کے دس بجے نذر لید موٹر لاہور سے واپس تشریف
 لے آئے حضور کی صحت کے متعلق ۶۔ جون بوقت تین بجے لید پور
 کی ڈاکٹری رپورٹ منظر سے گذر گئی تھی۔ لیکن دوپہر کے وقت پیش اور
 ہی۔ اور آج صبح بھی اچھی تھی۔ لیکن دوپہر کے وقت پیش اور
 بو اسیر کی شراکت ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائی
 خالص صاحب مولوی فرزند علی صاحب لاہور سے واپس آگئے ہیں۔
 ۵۔ جون لید نماز مغرب پنڈورہ میں ایک شیعہ جلسہ کیا گیا جس میں
 ہاشمہ محمد صاحب گیلانی محمد دین صاحب اور گیلانی واحد صاحب
 نے مہذبہ قوم کے مظالم اچھوتوں پر اچھوتوں کو کیا کرنا چاہیے۔ اور
 بغیر اسلام کے اچھوت ترقی نہیں کر سکتے۔ کے موضوع پر تقریریں
 پانسو کے قریب حاضر تھی۔

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو روحانیت اور
 مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لن ینال اللہ لحوما
 و لادما۔ و لکن ینالہ التقوی۔ اور دوسری جگہ
 فرمایا۔ تمنا یتقبل اللہ من المتقین۔
 حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے۔ یہاں پیغمبر زادگی بھی
 کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ
 عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا۔ قرآن شریف میں بھی صاف الفاظاً
 فرمایا۔ ان اکومک عند اللہ انفاکم۔
 یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا خدا پیغمبر ان میں نہیں

آئے تھے۔ مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اگر ان
 کے اعمال اچھے ہوتے۔ تو وہ ضرورت علیہما الذلۃ والمسکنتہ
 کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالیٰ تو ایک پاک تہذیبی کو چاہتا ہے
 بعض اوقات انسان کو تکبر نسب ہی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے
 اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نہات پاؤنگا۔ جو بالکل خیال
 خام سے کہیں لیتا ہے۔ کہ اچھا ہوا۔ ہم نے چاروں کے گھر ختم لیا ہے
 کبیر اچھا ہوا ہم نیچے بھلے سب کو کریں سلام
 خدا تعالیٰ وفاداری اور صدق کو پاد کرتا ہے۔ اور اعمال صالحہ کو
 جاتا ہے۔ لاد و کراف اسے ماضی نہیں کر سکتے (الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء)

الجماعة الاية في الاقطار العربية

لومباہین

گزشتہ رپورٹ کے بعد آج تک مندرجہ ذیل اصحاب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ (۱) السید نعمان انڈی محمد نعمان - قاہرہ آپ ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور مصری اخبارات کے باقاعدہ مضمون نویس ہیں۔ آپ کی وجہ سے کئی اخبارات میں سلسلہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ (۲) السید صالح محمد سکن موضع ام الفحم (فلسطین) آپ ایک متدین اور مالدار زمیندار ہیں (۳) السید مصطفیٰ داؤد آپ بھی ام الفحم کے باشندہ ہیں۔ محرم اور دینی شوق رکھتے ہیں (۴) السید محمد حمید المودوی۔ آپ کیا سیر کے نوجوان ہیں۔ (۵) محمود ابراہیم الراعی۔ (۶) احمد انڈی علام۔ تجدید بعیت کی ہے (۷) محمد علی غلاب (۸) نجیب مرزا انڈی بکری۔ السید محمد ابن شیخ یوسف الشریعی۔ اجاب سے درخواست ہے۔ کہ دعا فرمائیں تا اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔ اور اخلاص اور خدمت دین کی توفیق بخشے۔

انفرادی تبلیغ

عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۶۶ شخصوں کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی ہے جن میں مسلمان، مسیحی، یہودی، اور بہائی شامل ہیں۔ اجاب جانتے ہی انفرادی تبلیغ میں خوب حصہ لیا ہے۔ حیفاً قاصرہ حصہ و شوق۔ بغداد۔ کبایسیر۔ اور برجا وغیرہ مقامات کے اصحاب نے تبلیغ کو پہلے سے دھست دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

مباحثات و ملاقاتیں

قیام قاہرہ کے دوران میں متعدد علماء و مشائخ سے مباحثے ہوئے ازہر کے ایک شخص سے بھی دیگر علماء اور اصحاب جماعت کے سامنے مسئلہ ختم نبوت پر کامیاب مناظرہ ہوا۔ دو دن وفات مسیح پر مناظرہ مقرر تھا۔ شرائط طے ہو چکے تھے۔ گروہ اپنی کمزوری کو خوب محسوس کر چکے تھے۔ اس لئے اس مناظرہ کے لئے بالکل نہ آئے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں مختلف طلباء و گروہ ایٹھ اصحاب سے تبادلاً خیالات ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام ملاقاتوں کا اچھا اثر ہوا۔ اخبارات کے ایڈیٹروں اور پارلیمنٹ ممبر کے ایک سبزی اور کالجوں کے طلباء تک پیغام حق پہنچایا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دنیا پامالی ہے۔ اور ہدایت کی محتاج۔ تو تعلیم یافتہ لوگ دنیا نوسی علماء کی خرافات اور غلط تفاسیر سے تنگ آچکے ہیں۔ اور بجز احمدیت کے دنیا کے مرض کا کوئی علاج نہیں۔ ایک دن میں کوئی شیخ محمود احمد صاحب

احمدیہ رپورٹ بل کمپنی

عراقی کے ہمراہ مصر کے مشہور مفسر قرآن شیخ طنطاوی جو مہری لئے گیا۔ آپ نئی روشنی کے نکتہ بیخ عالم ہیں۔ اس ذکر پر کہ احمدیت انسان کو کیا دیتی ہے۔ تفسیر قرآن کے صحیح علم کا ذکر تھا۔ میں نے اتفاقاً داذا النفوس زوجیت کی تفسیر بیان کی جس پر بے ساختہ بول اٹھے۔ کہ میں نے بار بار اس آیت کو پڑھا ہے مگر سچ یہ ہے۔ کہ یہ آیت مجھ پر صرف اس وقت نازل ہوئی اسی طرح قاہرہ کے مشہور صوفی ابو العزائم صاحب سے ملاقات کی۔ آپ احمدیت سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کے حلقے میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بفرہ العزیز کا بہت عقیدت سے ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ایک پادری کا قرار

ایک پادری ایلیا زامی ملاقات کے لئے آیا۔ اور اپنے ساتھ مسیحیوں کا ایک جتھہ بھی لایا۔ عیسائی نوجوانوں کی درخواست پر قرار پایا۔ کہ اتوار کے روز میں ان کے مکان پر اسلام کے فضائل بیان کر کے ان کو اسلام کی دعوت دوں۔ پھر پادری صاحب اپنے اعتراضات پیش کریں۔ جن کے جواب دیتے جاتیں تین دن کے بعد پادری صاحب نے کہا بیجا۔ کہ ہم اس کے لئے تیار نہیں۔ آپ نہ آئیں۔ اس پر میں دو دستوں کے ہمراہ ان کے مکان پر گیا۔ اور تمام حاضرین کے سامنے ان کو اس مقول اور تسلیم شدہ طریق پر گفتگو کے لئے ہر طرح آمادہ کرنا چاہا۔ آخر مناظرہ کی کھلی دعوت دی۔ یہ بھی کہا۔ کہ تم کوئی پادری نکالو جو بذریعہ قبولیت دعا احمقوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ مگر ان کی طرف سے بجز دبے چارگی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس واقعے سے مسیحی حاضرین پر بھی خاص اثر تھا۔

یوم تبلیغ

۵ مارچ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بفرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق جماعت ہائے بلاد عربیہ نے یوم تبلیغ منایا۔ جماعت قاہرہ کے قریباً تمام افراد اس دن تبلیغ کی۔ خاکسار نے ایک سولہ صفحہ کا ٹریکٹ "بشارۃ التوراک والانجیل عن سید الخلق سلیمیل اسمعیل" کے عنوان سے لکھ کر دو ہزار شائع کیا۔ اور اجاب جماعت کے گلیوں اور سڑکوں پر دن بھر تقسیم کیا۔ بذریعہ ڈاک بھی بھیجا گیا۔ دوسرے ملکوں میں بھی ارسال کیا گیا۔ اس ٹریکٹ کو پڑھ کر ایک قبیلے پادری نے لٹنے کے لئے آیا۔ اور قرآن مجید پر بعض سوال کئے جو اب اس کی خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ قرآن مجید کی صحیح تفسیر کی دنیا کو ضرورت ہے۔

البشارۃ الاسلامیہ الاحمدیہ

یکم جنوری ۱۹۲۲ء سے اس رسالہ کا دوسرا سال شروع ہوا۔

تمام جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ احمدیہ رپورٹ بل کمپنی میں نفری کی کمی کی وجہ سے نئے ریکورڈوں کی ضرورت ہے۔ جو بارہ جولائی ۱۹۲۳ء تک پوری ہو جانی چاہیے۔ اس وقت تک عملی طور پر صرف ضلع گورداسپور جالندھر۔ سیال کوٹ کی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور پنجاب کی باقی جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ جماعت میں فوجی روح پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ضلع کی جماعتیں اس میں حصہ لیں۔ اور ایسے ہوشیار نوجوان بھرتی ہوئے لئے پیش کریں۔ جو اپنی اپنی جماعت میں واپس جا کر مفید کام کر سکیں۔

ضروری بھرتی صرف ضلع گورداسپور کی احمدیہ جماعتیں پوری کر سکتی ہیں۔ مگر اس طرح باقی جماعتیں اس خدمت سے محروم رہ جائیں گی۔ شہری جماعتوں کو خاص توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس وقت تک شہری جماعتوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ریکورڈوں کی عمر اٹھارہ سے چوبیس سال کے اندر ہوتی ضروری ہے۔ علم صحت اچھی ہو۔ اور آنکھوں میں کوئی نقص نہ ہو۔ اس کے علاوہ اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ کسی ریکورڈ کا قد اور چھاتی نیچے دیئے ہوئے درجہ سے کم نہ ہو۔

قد۔ پانچ فٹ۔ پانچ انچ

چھاتی۔ اکیس سال سے کم عمر کے ریکورڈوں کی پانچ انچ سانس بھرنے سے چھاتی کم از کم دو انچ اور بڑھ جانی چاہیے بھرتی ہونے والے ریکورڈوں کا باقاعدہ طبی معائنہ گیارہ جولائی ۱۹۲۳ء کو قادیان میں ہو گا۔ اگر آئے سے پہلے اس بات کو دیکھ لیا جائے۔ کہ کوئی شخص جو اس ماپ پر پورا نہیں اترتا۔ وہ تو نہیں آرا کمانڈنگ انسرپٹ پنجاب رجمنٹ بارہ جولائی ۱۹۲۳ء کو قبل دوپہر ریکورڈوں کا معائنہ کرنے کے لئے قادیان آئیں گے جماعتیں اس امر کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور مجھے بھرتی ہونے والے دستوں کے نام سے مطلع کریں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ اگر جولائی ۱۹۲۳ء کو باہر سے آنے والے تمام دست قادیان پہنچ جائیں۔

جماعت شہر لاہور کو اس امر کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے اس لئے آج تک اس امر کی طرف توجہ نہیں کی۔

خاکسار

مرزا شریف احمد۔ قادیان

نمبر ۱۲۶ قانون اراکمان مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء جلد ۲۰

گانڈھی جی کے برت کا حقیقی تہ

کیا برت رکھنے کا مقصد پورا ہو گیا؟

برت کی کامیابی یا ناکامی

گانڈھی جی نے ۲۱ روز کے لئے فادکشی اختیار کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ چھوت جہات کی خرابی کو دور کرنے کیلئے انہیں آٹھ شدھی (روحانی پاکیزگی) کی ضرورت ہے۔ اور آٹھ شدھی محض برت رکھنے اور پرانہ وقتا کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اب جبکہ ان کا برت ختم ہو چکا ہے۔ اس بات کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں۔ کہ انہیں کس حد تک آٹھ شدھی حاصل ہوئی۔ کیونکہ چھوت جہات کی خرابی کے دور ہونے یا قائم رہنے سے اس کا فیصلہ باسانی ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کے پیرو بچائے اس کے کہ ان کے برت کی کامیابی۔ اور ان کی آٹھ شدھی کے ثبوت میں کوئی ایسی بات پیش کریں جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ چھوت جہات کی خرابی کو دور کرنے کے لئے انہوں نے برت رکھا تھا۔ وہ دور ہو گئی ہے۔ یا کم از کم اس کے دور ہونے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ گانڈھی جی کے ۲۱ روز کے فادکے بعد زندہ رہنے کو ہی ان کی کامیابی۔ اور ان کی روحانی فتح قرار دے رہے۔ اور یہ ڈھنڈورہ پیٹ ہے ہیں کہ

”ہماتما گانڈھی کے برت کی کامیابی اس کفر و الہاماد کے زمانہ میں قیمت ہے“ ”مادے پر روحانیت کی لائٹنی فتح ہوئی ہے“ ”جس طرح خدا نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لڑکے کو ترائی سے بچایا تھا۔ اسی طرح پرماننے آپ کو اس لڑی آزمائش سے نکال لیا ہے“ (پرتاپ ۳۱، ۳۲)

حالانکہ ۲۱ روز کی فادکشی اور پھر ان حالات اور تنظیمات میں فادکشی جو گانڈھی جی کے لئے عیا کئے گئے۔ کوئی ایسی بات نہیں جسے کسی لحاظ سے بھی کسی قسم کی اہمیت دی جاسکے۔ اور یہ سمجھا جانے۔ کہ گانڈھی جی اپنے آٹھ

روحانی طاقت کی وجہ سے زندہ رہے ہیں۔ کتنے دن تک انسان بھوکا رہ سکتا ہے گزشتہ سال جب گانڈھی جی نے برت رکھنے کا اعلان کیا۔ تو پروفیسر اے۔ جے کارلن نے جو شکاگو یونیورسٹی میں فزیالوجی کے پروفیسر ہیں اپنے تجربات کی بنا پر یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر ایک آدمی تندرست ہو۔ تو ۵۰ سے ۷۵ دن تک بھوکا رہ سکتا ہے بشرطیکہ اس عمر میں اسے کسی قسم کی جسمانی یا دماغی محنت نہ کرنی پڑے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ برت رکھتے وقت گانڈھی جی بالکل تندرست تھے۔ اور دوران برت میں وہ ہر قسم کی جسمانی یا دماغی محنت کرنے سے معطل رہے۔ چنانچہ پونا کے روزانہ اخبار ”کیسری“ نے لکھا تھا۔ کہ گانڈھی جی کا ”لکھتا۔ پڑھتا۔ اٹھتا۔ بیٹھتا۔ بند ہے“ (پرتاپ ۳۱)

فادکشی کی عادت

پھر وہ فادکشی کے عادی ہیں۔ اور ڈاکٹروں کا یہ منفقہ فیعلہ خود ہندو اخبارات کا شائع کیا ہوا موجود ہے۔ کہ ”اگر انسان برت رکھنے کا عادی ہو۔ جیسا کہ گانڈھی جی ہیں۔ تو وہ زیادہ عرصہ تک برت رکھ سکتا ہے“

(ملاپ ۱۲۔ مئی ۱۹۳۳ء)

اس طرح گویا گانڈھی جی کے لئے اور بھی سہولت۔ اور آسانی تھی۔

تین ہفتہ کا برت معمولی بات ہے

گانڈھی جی کے بارے میں اگر کوئی بات پیش کی جاسکتی ہے تو وہ یہ کہ گو فادکشی کے عادی ہیں۔ لیکن پیلے کی نسبت چونکہ کمزور اور بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب ان کا برت رکھنا غیر معمولی نوعیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی ہر خیال

میں ڈاکٹروں کی یہ رائے شائع ہو چکی ہے کہ تین ہفتہ کا برت کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ اور کمزور اور بوڑھے آدمی بھی اتنے عرصہ کا برت دھارن کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مناسب اور ضروری احتیاط سے کام لیں۔

۲۰ سے ۴۰۔ دن کے برت کسی لوگوں نے رکھے ہیں۔ بعض حالتوں میں تو برت کا عرصہ ۹۰۔ دن تک پہنچ گیا۔ اس لئے تین ہفتوں کا برت کوئی ایسی چیز نہیں جس سے کسی قسم کی تشویش ہو۔ اور پھر ہمتا گانڈھی تو برت۔ اور اس کے طریقوں کے متعلق

اور ان کی تائید شدہ حقیقت ہے۔ کہ گانڈھی جی کے برت سلمان عیا کئے گئے۔ یہ اس سے کام لیا گیا۔ اور جتنے احتیاط میں ان کے برت کوئی اہمیت دیکھی نہیں۔ میں ان حالات

۷۲۔ دن کا برت پھر اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ کہ کسی لوگوں نے ۶۰ روزہ جی سے بہت زیادہ عرصہ فادکشی کی۔ اور ہر قسم کے سامان آسٹہ و آرام سے محروم ہوتے ہوئے۔ بلکہ سخت تکلیف دہ حالت میں قید گزارتے ہوئے کی۔ چنانچہ کارل (آٹولینڈ) کے میسر میکسونی کا مثال ہم سے سامنے ہے۔ انہوں نے ۷۲۔ دن تک برت رکھا۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہیں میل میں جبری حوراک نہ دی جاتی تو یقیناً ان کی زندگی ۷۲۔ دن کے بعد ختم نہ ہوتی۔ بلکہ اور بھی آگے چلتی۔ ظاہر ہے کہ میکسونی کے برت کا عرصہ گانڈھی جی کے برت کی نسبت تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ پھر گانڈھی جی اور میکسونی کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گانڈھی جی کے لئے آرام و راحت کا ہر ممکن سامان عیا کیا گیا۔ دنیا کی بہتر سہولیات دی گئیں۔ ڈاکٹروں کی ایک جمعیت دن رات ان کو تازہ سے تازہ قوت پہنچاتی رہی۔ لیکن ان کے مقابلہ میں میکسونی کا یہ حالت تھی۔ کہ وہ اس وقت جیل میں بند تھا۔ جہاں آرام و آسائش کا تو ذکر ہی کیا۔ ہوا۔ روشنی۔ گرمی اور نیند وغیرہ کے متعلق بھی جن پر انسانی زندگی کا بہت کچھ انحصار ہے۔ کوئی خاص سہولتیں عیا نہیں تھیں۔ اس تقادوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ازراہ ان دیکھا جائے۔ تو فادکشی کے بارے میں میکسونی کو گانڈھی جی پر یقیناً فضیلت اور اہمیت بڑی فضیلت نظر آتی ہے

۶۱۔ دن کا برت اور بھی کسی ایک مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ایک خصوصاً ہی عرصہ کی مثال اور وہ بھی ہندوستان کی مثال خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ۱۹۲۹ء میں لاہور کے مقدمہ سازش کے ایک جنگالی پتہ جتندرناتھ داس نے ۶۱۔ دن کے برت کے بعد جان دی۔ اس نے بھی جیل خانہ میں فادکشی شروع کی تھی۔

۳۱۔ دن کے برت کے بعد

ایک ڈاکٹر بینڈکٹ نے تجربہ ایک شخص کو ۳۱۔ دن تک برت رکھا اور وہ ۱۴۔ مئی کا بیان ہے۔ کہ ۳۱۔ دن کے بعد اس میں اتنی طاقت تھی کہ اس نے ۳۰۔ منٹ تک تقریر کی۔ دوڑ کر کوشے پر چڑھ گیا۔ اور ناچاراً۔ صحت اس کے وزن میں کچھ کمی ہو گئی۔ ان مثالوں کے ہوتے ہوئے گاندھی جی کے ۲۱۔ روزہ

برت کی حقیقت رہ جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ گاندھی جی کے لئے ڈاکٹر بینڈکٹ کا بیان ہے۔ کہ ۳۱۔ مئی کا بیان ہے۔ کہ ۳۱۔ دن کے بعد اس میں اتنی طاقت تھی کہ اس نے ۳۰۔ منٹ تک تقریر کی۔ دوڑ کر کوشے پر چڑھ گیا۔ اور ناچاراً۔ صحت اس کے وزن میں کچھ کمی ہو گئی۔ ان مثالوں کے ہوتے ہوئے گاندھی جی کے ۲۱۔ روزہ

دوائیوں کا استعمال

اور یہ تو انہوں نے ابتداء میں ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو دوائی بھی جو ڈاکٹر تجویز کریں استعمال کر لیا کروں گا۔ (پرتاب ۱۲۔ مئی) کون نہیں جانتا کہ ایسی مقوی اور طاقت مینے والی دوائیاں بکثرت مل سکتی ہیں۔ جو عام خوراک کی نسبت بہت زیادہ طاقت پیدا کر دیتی ہیں۔ اور وہ استعمال کی جاتی رہیں۔ چنانچہ برت کے پانچویں ہی دن ان کے متعلق جو اعلان کیا گیا۔ اس میں مذکور تھا۔ کہ کوئی غیر واجب پھیلنے والی بیماری نہیں۔ جس کے باعث تشویش پیدا ہو۔ ہمارا جی ڈاکٹروں کے مشورہ پر عمل کر رہے ہیں۔ سردست ہمارا جی آرام فرما رہے ہیں۔ دن کے وقت حسب ضرورت آپ کو مالش کی جائے گی۔ اور آپ کا ضروری علاج کیا جائے گا۔ (مطلب ۱۴۔ مئی)

مالش کے ذریعہ طاقت

مقوی اشیاء کی مالش جس طرح ہر کمزور سے کمزور انسان کو بہت طاقت پہنچاتی ہے۔ اسی طرح گاندھی جی کو اس سے خاصی طاقت حاصل ہوتی رہی۔ چنانچہ ۲۴۔ مئی کو ان کے متعلق جو اعلان کیا گیا۔ اس میں صاف طور پر یہ ذکر موجود تھا۔ کہ مالش کی وجہ سے ان کے جسم میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کل رات انہیں بہت کمزور دیکھ کر مالش کرنے والے نے اس

خیال سے کہ مبادا انہیں تکلیف ہو۔ پوری مالش نہ کی لیکن آج انہوں نے خود مالش کرنے والوں کو ہدایت کی۔ کہ پوری مالش کریں۔ (پرتاب ۲۶۔ مئی) اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مالش سے انہیں کس قدر طاقت حاصل ہوتی رہی۔ اور وہ خود اس طریق سے طاقت حاصل کرنے کے لئے خواہشمند تھے۔

گاندھی جی کے پاس ہنسنے والے ایک شخص کا اعلان

غرض طاقت۔ ہونے کا ہر ممکن طریق اختیار کیا گیا۔ اور ہنسنے والے کے پاس ہنسنے والے کا بیان دیا۔ کہ ہمارا جی کے برت کی اہمیت کو ساز و سامان نے کم کر دیا ہے۔ مثلاً دچی داڑ۔ ڈاکٹر دن کی فوج۔ منیٹیکل بورڈ کے معاملے۔ اخبارات کی رپورٹیں وغیرہ تمام سے بہت کچھ نقصان پہنچ رہا ہے۔ (مطلب ۲۳۔ مئی)

ان سب امور کو پیش نظر رکھ کر بتایا جائے۔ اس قدر نماز و سامان کے ساتھ۔ اس قدر خدمت گزاروں کی موجودگی میں اتنے ڈاکٹروں کی دن رات کی جدوجہد کے بعد۔ اس قدر مقویات کا استعمال کرنا۔ اور اس زور شور کے ساتھ تعریف و توصیف کے راگ گاتے ہوئے اگر گاندھی جی کا برت ختم کرایا گیا۔ تو کونسا قلعہ سر کر لیا گیا۔ جس پر اس قدر شور مچایا جاوے گا۔ اور گاندھی جی کی روحانی فتح قرار دیا جاوے۔

ایک آریہ کا برت

گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے اپنے پیروؤں کو بڑی سختی کے ساتھ منع کیا تھا۔ کہ ان میں سے کوئی ان کی تقلید میں برت نہ رکھے۔ ممکن ہے۔ اس میں کوئی اور مصلحت بھی ہو۔ لیکن ایک مصلحت تو ظاہر ہے۔ کہ غالباً وہ سمجھتے تھے۔ اگر کسی اور نے بھی برت رکھا۔ اور ۲۱۔ دن کے بعد وہ بھی زندہ و سلامت رہا۔ تو ان کے برت کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔ لیکن کام ہوتا ہے۔ ان کے نادان پیروؤں نے ان کی اس بات کو نہ سمجھا۔ اور بعض نے ان کے ساتھ ہی برت رکھ لیا۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی توڑا۔ چنانچہ پرتاب ۳۱۔ مئی کا بیان ہے۔ کہ

جس دن اور جس گھڑی ہمارا جی نے اپنا برت پوریا شروع کیا۔ اسی دن اور اسی گھڑی ایک آریہ نوجوان نے جن کا نام پروفیسر دیو راج سیٹھی ایم۔ اے۔ سابق اسٹنٹ گورنر گورنمنٹ کالج لکھنؤ ہے۔ لاہور میں اپنا برت شروع کیا تھا۔ انہوں نے بھی اپنا برت پورے اکیس دن کے بعد ۲۹۔ مئی کو دن کے بارہ بجے کھولا۔ ہمارا جی۔ اور ان کے برت میں اگر کچھ فرق ہے۔ تو وہ یہ کہ جہاں ہمارا جی نے اس عرصہ کے لئے مون برت (خموشی کا روزہ)

دھارن نہ کیا تھا۔ وہاں سیٹھی جی نے یہ عہد بھی کیا تھا۔ کہ وہ ۲۱۔ دنوں تک کسی سے بات نہ کریں گے۔ اور انہوں نے اپنے عہد کو خوب نبھایا۔

ظاہر ہے۔ کہ اس آریہ نوجوان کو فائدہ کسے کے دوران میں آرام و آسائش کے وہ سامان قطعاً حاصل نہ تھے۔ جو گاندھی جی کے لئے مہیا کئے گئے۔ بلکہ اس نے نہایت کس میری کی حالت میں یہ دن گزارے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس کے برت کو گاندھی جی کے برت سے زیادہ اہمیت دیا جائے۔

ایک مسلمان کہلانے والے کا برت

پھر اگر اسے بھی ہندو دھرم کی روہانیت کا اثر قرار دیا جائے۔ تو گاندھی جی کے اس پھیلے کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ جسے مولانا محمد ابراہیم سابق ڈاکٹر پنجاب پرنسٹن کیمپس لاہور کہا جاتا ہے۔ اور جس نے بالفاظ «سادات» امرتسر (۲۹۔ مئی)

«ہمارا جی گاندھی کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوئے کس روز کا برت رکھا۔ آپ کی صحت پھیلنے کی نسبت اچھی ہے»

کیا گاندھی جی کے ان چیلوں نے ان کے برت کی کوئی اہمیت باقی رہنے دی ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ان کے برت کو کس قسم کی اہمیت دینا کیونکر جائز ہے۔

برت کا فائدہ گاندھی جی کو

ہم گاندھی جی کا پورا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے افسوس کے ساتھ یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے جس رنگ میں فائدہ کسہی اختیار کیا۔ وہ بالکل بے نتیجہ بے اثر اور بے حقیقت چیز تھی۔ اس کا دم نقد جو فائدہ ان کی ذات کو پہنچا۔ وہ تو یہی تھا۔ کہ وہ برت کے دوران میں۔ اور پھر اس کے بعد کسی دن تک بعض مصلحت بن کر رہ گئے۔ کوئی کام کرنے کی بجائے آنکھیں بند کر کے نہ صرف خود پڑے رہے بلکہ اور بھی کئی لوگوں کو انہوں نے اپنی بے کاردی میں شریک بنائے رکھا۔

اچھوتوں کو کیا فائدہ پہنچا

باقی جس غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے برت رکھا اور جو اچھوتوں کو انسانی حقوق دلانے کی طاقت حاصل کرنا انہوں نے بیان کی تھی۔ وہ آج بھی ان سے اسی طرح دور ہے جس طرح برت سے پہلے تھی۔ اور آئندہ بھی وہ انہیں حاصل نہ ہو سکتی خواہ اس کے لئے کتنے برت رکھیں۔ کیونکہ جب تک ہندو دھرم دنیا میں موجود ہے۔ جب تک اس کی مقدس کتب موجود ہیں۔ اور جب تک اس کے بارسخ الاعتقاد پیر و موجود ہیں۔ اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ وہ چھوت چھات کو ترک کر دیں۔

خطبہ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظامِ سلسلہ کی پابندی کے بغیر ترقی محال ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ جون ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے متعلق شاعر کا یہ مقولہ کہ
گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل
صادق آتا ہے۔ یہ تکلیف انسان قلب کی کہ بعض وجوہات سے
انسان ایک بات نہیں کہنا چاہتا۔ اور بعض دوسرے وجوہات سے
کہنا چاہتا ہے۔ یا ایک بات اسے کہنی پڑتی ہے۔ ہر ملک
اور ہر قوم میں تسلیم کی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں بعض

کہانیوں میں

اس سلسلہ کو بیان کیا گیا ہے ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ اور کہانیاں
سننے سے۔ تو اس وقت کئی بڑھی خادماں یہ کہانی سنایا کرتی
تھیں۔ کہ ایک عورت نے اپنے خاندان کے آگے کتے کا گوشت
پکا کر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر اس کا بچہ جسے جادو کے دور سے کوئی
حیوان بنا دیا گیا تھا۔ یہ کہتا جا رہا تھا۔ بولوں تو ماں ماری جائے
نہ بولوں تو باپ کتا کھائے۔ اس کا بس وہی مطلب ہے کہ گویم
مشکل و گرنہ گویم مشکل۔ بات کروں تب بھی مشکل نہ کروں تب
بھی مشکل۔

ایک امام کے لئے اپنے اتباع اور

مریدوں میں سے بعض کے عیوب

اور غلطیاں بیان کرنا ایک نہایت ہی تلخ کام ہوتا ہے۔ لیکن
بعض دفعہ لوگ اپنی بے وقوفی سے مجبور کر دیتے ہیں۔ کہ عیب
کو بیان کیا جائے۔ زید ایک غلطی کرتا ہے۔ امام چاہتا ہے
کہ اس کو چھپائے۔ یا اسے

ایک دائرہ میں محدود

رکھے۔ جس شہر میں وہ بات ہوئی ہو۔ اس سے باہر نہ نکلے۔ لیکن
ایسے آدمی کے دوست اس کی تائید میں باتیں بنانے لگ
جاتے ہیں۔ جس پر امام کو بھی بونا پڑتا ہے۔ اور اس طرح وہ بات نہ
صرف ایک شہر سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ بلکہ تاریخ
میں بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جو توث دستوں کے
متعلق کہی نے کہا ہے۔ خدا مجھے میرے دوستوں سے بچائے
جس شخص کو اللہ تعالیٰ معرفت اور علم بخشے۔ اسے حاکم بننے
کا کبھی شوق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داریاں
کتنی وسیع ہوتی ہیں۔

حاکم بننے کا خواہشمند

ہمیشہ جاہل ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص خود کسی عہدہ کا طالب ہو۔ اس عہدہ عہدہ نہ دیا
جائے۔ مگر جاہل لوگ جن کے دل

معرفت سے خالی

ہوتے ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں۔ ہمیں فلاں بات کا موقع کیوں نہیں
دیا جاتا۔ وہ اپنے لئے مختلف مواقع کو حق تصور کرتے ہوتے
اگر ان سے انہیں نامہ اٹھانے نہ دیا جائے۔ تو کہہ دیتے ہیں
اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمیں آگے بڑھنے سے روکا جاتا ہے
اسی طرح بعض بے وقوف اپنے تعلق یہ خیال کر لیتے ہیں کہ فلاں
کام ہم سے اچھا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس طرح ایسے لوگ بھی
اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر کچھ اور لوگ ہوتے ہیں۔ ان
کا یہ مقولہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ وہ
غلط ہوتا ہے۔ چونکہ اسکے پیران کی ہر شے ہو۔ وہ منہ سے

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاقم البیتین کہتے ہیں
مگر دراصل وہ اپنے آپ کو

خاتم الانسائیت

سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی فیصلہ ہو۔ جب تک ان کی نہر
اس پر نہ لگے۔ وہ کبھی اسے صحیح تسلیم نہیں کریں گے۔ خواہ وہ
خود دنیا کے جاہل ترین انسانوں میں سے کیوں نہ ہوں۔ آج
آدمیوں کی باتوں کی بعض دفعہ پردہ نہیں کی جاتی۔ مگر بعض دفعہ
کرتی پڑتی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ عقلمندوں کو بھی اس سے ٹھوکر
لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔

میرے نوٹس میں پچھلے دنوں قادیان کے ایک واقعہ
کے حالات لائے گئے۔ قادیان میں ایک نکاح ہوا۔ ایسا نکاح
جو میرے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ اور ہمارے
سلسلہ کے طریق کے بالکل خلاف

تھا۔ اس کے متعلق امور عامہ نے کچھ سزا سن دی ہیں۔ اور اس
بارے میں میرے پاس متعدد لوگوں کی طرف سے شکایتیں پہنچی
ہیں۔ ان رشتوں میں نزلہ بر عضو ضعیف سے ریزہ کے ماتحت

امور عامہ کو سخت برا بھلا کہا گیا ہے۔ میں

نزلہ بر عضو ضعیف سے ریزہ

اس لئے کہتا ہوں۔ کہ وہ فیصلہ میرا تھا۔ امور عامہ کا نہیں تھا
مگر افسوس یا نادانستہ طور پر بعض لوگوں نے امور عامہ کو برا بھلا
کہنا شروع کر دیا۔ اگر وہ شکایت کرنے والے ایمان دار ہیں۔ تو
بے وقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں۔ تو مشرارت سے انہوں نے
اس لئے نظارت امور عامہ کو کوسنا شروع کر دیا۔ کہ وہ براہ راست
غیظ وقت کو اس رنگ میں مخاطب نہیں کر سکتے تھے۔ پس انہوں نے
امور عامہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لیکن بہر حال اگر
وہ ایمان دار ہیں۔ تو بے وقوفی سے اور اگر بے ایمان ہیں۔ تو
مشرارت سے انہوں نے

امور عامہ پر قسم قسم کے الزام

لگائے۔ اور لکھا۔ کہ امور عامہ کے کارکن جلد بازی کرتے ہیں
ظلم کرتے ہیں۔ دباؤ ڈالتے ہیں۔ دھینگا شستی کرتے ہیں۔ عاقلانہ
وہ فیصلہ کلی طور پر میرا کیا ہوا۔ اور میرا ہی لکھوایا ہوا تھا۔ ایسے
آدمیوں کے متعلق یا تو میں یہ کہوں۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ کی حقیقت
سے قلعی طور پر ناواقف ہیں۔ اور یا مجھے معاف کریں۔ وہ

اول درجہ کے احمق

ہیں۔ یا پھر یہ ہے۔ کہ ان کے دلوں میں خلافت اور نظام سلسلہ
کے متعلق کبھی قسم کا ایمان باقی نہیں۔ جس امر کے متعلق وہ شور
مچا رہے ہیں۔ کہ دھینگا شستی ہوتی۔ ذہر دستی کی گئی۔ ظلم کیا
گیا۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اس

نکاح کے متعلق

تین دفعہ محمد سے اجازت مانگی گئی۔ اور تینوں دفعہ میں نے کہا کہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ مگر میری تین دفعہ کی مخالفت کے باوجود سال ماؤن کمیٹی کے دفتر میں چند اوباش اور آوازہ گرو لوندوں کو اکٹھا کر کے نکاح پڑھ دیا گیا۔

خلیفہ وقت کے ایک حکم کا انکار

بہی انسان کو جماعت سے خارج کر دیتا ہے مگر کہاں یہ حالت ہے۔ کہ خلیفہ تین مرتبہ ایک بات کو دہرائے۔ اور کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر وہی بات کر لی جاتی ہے۔ پھر بے وقوف کہتے ہیں۔ ناظر امور عادلانہ ظالم ہے۔ کہ اس نے سزا دی۔ حالانکہ اگر ان کے اندر غیرت ہوتی۔ اور واقعہ میں ان کے

دلوں میں ایمان

ہوتا۔ تو بجائے اس کے کہ امور عامہ یہ سزا دیتا۔ انہیں خود ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہیے تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کسی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ وہ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فیصلہ فرمایا یا جو فرمائے گئے۔ اس منافق نے سمجھا۔ کہ یہ میرے خلاف ہو گا تب اس نے یہودی سے کہا۔ بہتر ہے۔ کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ اور وہاں سے فیصلہ کرائیں۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور کہا۔ ہمارا فیصلہ کر دیجئے۔ گفتگو کے دوران میں یہودی نے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ آپ نے کہا۔ اچھا۔ بات ہے۔ میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ گھر میں گئے۔ تلوار لیں۔ اور باہر آکر اس منافق کی گردن اڑا دی۔ اور کہا۔ جسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

منظور نہیں۔ اس کا فیصلہ ہے۔ تو بجائے اس کے کہ امور عامہ سزا تجویز کرنا۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوتا۔ تو چاہیے تھا۔ کہ خود سزا دیتے۔ یہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کو اس سے انکار ہو۔ کہ میں نے انہیں منع نہیں کیا۔ انہوں نے خود اپنے بیان میں اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ہم نے تین دفعہ پوچھا۔ مگر تینوں دفعہ ہمیں رد کا گیا۔ لیکن باوجود اس کے نکاح کر دیا گیا۔ اس پر جب سزا دی گئی۔ تو میں نے پانچ پانچ صفوں کے بعض لوگوں کے خطوط پڑھے۔ جن میں ایسی ایسی دلیلیاں کی گئی ہیں۔ کہ دلالہ جو عرب میں مشہور ہے۔ اس نے بھی نہیں کی ہوں گی۔ ایک شور مچا رہا ہے۔ کہ ظلم ہو گیا۔ اندھیر ہو گیا اور جو پٹہ راجہ والی مشال بن گئی

تو دایان کے مخلصین مجاہدین اور مجاہدین جو سلسلہ کے لئے رٹھ رکھی مدھی کی مانند ہیں۔ اور اپنے اخلاص اور تقویٰ میں بے نظیر ہیں۔ ان کی کوئی بات سنی نہیں جاتی۔ بغیر سوچے سمجھے دباؤ ڈالا جاتا۔ اور ہر طرح اپنی حکومت جتانی جاتی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ فرمانبرداری کس جانور کا نام ہے۔ تین دفعہ فیصلہ دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ نکاح نہ ہو۔ مگر درچار بیوقوف اور دوچار لوندے

سال ہون کمیٹی کے دفتر میں

نکاح پڑھ دیتے ہیں۔ کیا قادیان کے نکاح اسی طرح ہوا کرتے ہیں۔ میں ان جو فرزند گندم نما احمدی لہلانے والوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ جو سزا دیتے جاتے پانچ پانچ صفوں کے مجھے خط لکھتے ہیں۔ کہ کتنا ظلم اور اندھیر ہو گیا۔ کیا وہ خط ان کی فرمانبرداری اور اطاعت کی طرح پر ولالت کرتے ہیں۔ یا اس بات پر کہ ان کے اندر اطاعت کی روح ہی نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے

براہ راست نافرمانی

کی۔ انہوں نے تو ممکن ہے۔ کسی معذوری کے ماتحت ایسا کیا ہو۔ ممکن ہے جس کے پاس لڑکی رہتی ہو۔ اس نے چاہا ہو۔ کہ میں جلدی اس کے بوجھ سے نارغ ہو جاؤں۔ اور ممکن ہے۔ لڑکے نے یہ خیال کیا ہو۔ کہ مجھے اور رشتہ تو لہتا نہیں چلوی سے نکاح کر لوں بعد میں معافی مانگ لوں گا۔ مگر یہ خط لکھنے والے وہ ہیں۔ جن کا اس نکاح سے کوئی بھی واسلہ اور تعلق نہیں۔ اور محض پرانے شگنوں میں ناک کٹا کر اپنے آپ کو جہنم میں گرا رہے ہیں۔ بظاہر وہ خطوط میں اپنا اتفاقا بھی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ان کا اتفاقا ایسا ہی ہے۔ جیسے عبد اللہ بن ابی بن سلول

بنو قینقاع اور بنو نضیر

کے معاملہ میں ظاہر کرتا تھا۔ وہ بھی یہی کہتا تھا۔ کہ رحم رحم مگر کیا قرآن نے اسے رحم قرار دیا۔ قرآن مجید سے رحم نہیں بلکہ منافق قرار دیتا ہے۔ اگر نظام سلسلہ کو اس رنگ میں چلایا جائے اور اس قسم کے احمقوں کی بات کو مان لیا جائے۔ تو وہی بے لگائی احمدیت میں آجائے۔ جو اس وقت دوسروں میں ہے۔ پس گو میں

جماعت کے لوگوں کو توجہ

دلا چکا ہوں۔ کہ اگر انہوں نے بیعت کی ہے۔ تو اس کے کوئی معنی ہونے چاہئیں۔ کوئی قیمت ہونی چاہیے۔ چاہے وہیل یا دھڑی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قسم کی بیعت کی۔ کہ موانہ سے بیعت کا اقرار کیا جائے۔ اور اطاعت کے معاملہ میں

خلیفہ وقت کی صریح نافرمانی

کا جائے۔ ایک دھڑی بھی قیمت نہیں۔ مگر اب میں پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ کمزور سے کمزور ایمان والوں کی بیعت کی بھی کچھ نہ کچھ قیمت ہوتی ہے۔ چاہے وہ کوڑی ہی ہو۔ لیکن اس قسم کی نافرمانی مقبول حرکت

کے بعد تو بیعت کی کوڑی بھر بھی قیمت نہیں رہتی۔ اور یہ اطاعت کا اقرار نہیں۔ بلکہ

دھوکا بازی اور فریب

ہے۔ جسے کوئی بھی دنیا میں وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا انسانوں کے سامنے ایسا آدمی ممکن ہے منتہی بن جائے۔ اور حقیقت سے ناواقف انسان اسے دیکھ کر کہے کہ کیا ہی متنی شخص ہے۔ مگر خدا کے حضور وہ متقیوں کی فرست میں نہیں ہوتا اور ایسا شخص جو ان حالات میں دوسرے پر دھم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر خود اسے کسی

دفتر کا چتر اسی

میں بنا دیا جائے۔ تو وہ ساری دنیا کی گزشتہ کاٹنے لگ جائے اور کہے۔ کہ چتر اسی کی یہ لوگ کیوں بات نہیں مانتے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس قسم کے خطوط لکھنے والے اگر درس میں۔ تو چھوٹے چھوٹے طالب علموں کے متعلق ایسے ایسے نفی نکالتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ دو کا نذر ہیں۔ تو وہ اپنے معاملات میں اتنے بیعت ہوتے ہیں۔ کہ گویا خدا کی خدائی بھی ان کی حکومت کے آگے ہیج ہے۔ مگر کوئی

سلسلہ کے نظام کے خلاف بغاوت

کرے۔ تو اس وقت یہ لوگ کو داکر سب سے آگے آجائیں گے اور کہیں گے۔ رحم کریں۔ رحم کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کبھی کوئی جماعت منافقوں سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت منافق موجود تھے۔ تو اب بھی ہونے چاہئیں۔ مگر

عموماً اس قسم کے لوگوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ہاں

مومنوں کو بیدار کرنے کے لئے

کبھی کبھی یہ باتیں بتائی جاتی ہیں۔ چونکہ انکی باتیں سننے والا یہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ کہ جسے سزا دی گئی۔ وہ ہمارا ایک بھائی ہے۔ اس لئے وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ کتنا ظلم ہو گیا۔ حالانکہ منافق جب لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ تو انہیں یہ نہیں بتاتے۔ کہ خلیفہ وقت سے تین دفعہ پوچھا گیا۔ اور تینوں دفعہ کے انکار کے باوجود چند گفتگوں اور بدشال کو اکٹھا کر کے نکاح پڑھا دیا گیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ تو یہ کہ ہمیں یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ

مسجد مبارک میں نکاح

ہونا ضروری ہے۔ اور اگر کسی اور جگہ نکاح پڑھا جائے گا۔ تو ہمارا بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ وہ تین دفعہ کے انکار کا ذکر نہیں کرتے

بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سزا صرف اس لئے دی گئی ہے۔ کہ ایوں میں مسجد مبارک میں نہیں ہوا۔ یہ سننے والا جھٹک کہ اٹھتا ہے۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ شریعت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ہر نکاح مسجد مبارک میں ہی ہو۔ یا کیا جماعت کے ذمہ دار افسر و کسٹریٹ اعلیٰ ہوا ہے۔ کہ نکاح ہمیشہ مسجد مبارک میں ہی پڑھے جایا کریں۔ تب سننے والا کہتا ہے۔ یہاں کے لوگ کتنے ظالم اور سیاہ دل ہو گئے کہ مسجد مبارک میں نکاح نہیں ہوا۔ تو محض اس بنا پر بائیکاٹ لادیا گیا۔ منافق کھا جائیں گے۔ اس بات کو۔ کہ مجلس شوریٰ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ قادیان کے نکاح اور باہر کے بھی ایک

مقرر شدہ فارم کی خانہ پوری
اور اس کی تصدیق کے بعد پڑھے جائیں۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اس بات کو بھی کھا جائیں گے۔ کہ تین دفعہ خلیفہ وقت سے پوچھا گیا۔ مگر اس کے انکار کے باوجود

چند لڑکے جن میں سے چند ادا باش اور چند بد معاش تھے نہیں اٹھا کر کے سال ٹوں کیٹی کے دفتر میں نکاح پڑھ دیا گیا۔ سال ٹاؤن کیٹی کے دفتر میں آخر کیا برکت ہو سکتی تھی۔ سوائے اس کے کہ اس

نکاح کی پوشیدگی
ملاحظہ تھی۔ وہ ان تمام باتوں کو کھا جائیں گے۔ اور صرف یہ کہہ کر کہتے کریں گے۔ کہ دیکھئے کتنا ظلم ہو گیا۔ صرف اتنے قصور پر کہ کیوں یہ نکاح مسجد مبارک میں نہیں ہوا۔ ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سے نادانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بالکل ممکن تھا۔ میرے حکم کے سننے میں انہیں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو۔ گو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اتین دفعہ کے واضح انکار کے باوجود کس طرح کوئی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کا اقرار ہے۔ کہ انہیں کہا گیا۔ کہ اس نکاح کی اجازت نہیں۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود نکاح کر دیا۔ تاہم مان لیا جاسکتا تھا۔ کہ انہیں غلط نہیں ہوئی مگر وہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ خدا بھے نادان دوستوں سے بچائے ان کے منافق دوست ہیں۔ جو اس معاملہ کو

بھیانک شکل
دیتے چلے جا رہے ہیں۔ پس اس لئے اب انہیں جتنی بھی شدید سزا ملے اس کی ذمہ داری ان منافق پر دیکھنا کرنے والوں پر جو ان کی تائید میں دیکھتے ہیں۔ اور محض جھوٹ اور فریب

خدا کا قافلے کی طرف سے جو ذمہ داری مجھ پر عطا ہے۔ اس سے میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وقت کا کام ہے۔ کہ وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح ہو۔ ایسی چٹان کہ دنیا بھر کے سمندر بھی ملکر اسے مٹائیں اگر چند منافقوں سے میں ڈر جاؤں۔ اور ایسے موقع پر رحم کرنے پر آمادہ ہو جاؤں۔ جبکہ رحم مناسب نہیں۔ تو میں اپنی خلافت کی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنے والا ہوں گا۔ مجھے یہ چند منافق کیا۔ اگر دنیا کی حکومتیں بھی ملکر ایک سے ہٹا جائیں تو انہیں ہٹا سکتیں۔ اور اگر میں یا کوئی اور خلیفہ اس لئے نرمی کرے۔ کہ لوگ اسے مجبور کرتے ہیں۔ تو یقیناً وہ

خدا کا قائم کردہ خلیفہ
نہیں ہو سکتا۔ رحم ہمارا کام ہے۔ لیکن دباؤ سے ماننا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ

دباؤ کو کچلنا
ہمارا کام ہے۔ یہ لوگ کیا ہیں

شیطان کا ایک آلہ
ہیں۔ مگر خدا کے خلفاء شیطان پر غالب آیا کرتے ہیں۔ مغلوب نہیں ہوتے۔ اور ایک دن آتا ہے۔ کہ شیطان ہتھیاروں کو وہ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ مومن بہادر ہوتا ہے۔ بزدل نہیں ہوتا۔ وہ ایک وقت رحم کرتا ہے۔ اتنا رحم کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ سخت اذریہ بزدل ہے۔ مگر جب دباؤ ڈالا جائے۔ اسے ڈرایا اور دھمکایا جائے۔ تو اس وقت وہ سخت ہوجاتا ہے۔ اتنا سخت کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید اس سے بڑھ کر سنگدل کوئی نہیں۔ مگر یہ

دونوں قسم کے لوگ
غلطی پر ہوتے ہیں۔ وہ بزدل نہیں۔ بلکہ رحمیل ہوتا ہے۔ اور سنگدل نہیں۔ بلکہ مستقل مزاج اور اولوالعزم ہوتا ہے۔

میں نہیں جانتا۔ یہ غلطی ہماری جماعت میں کب تک چلی جائیگی۔ اور کب تک وہ اس کا انکباب کرتے رہیں گے۔ کہ **صیغوں کا نام لے لیکر** کہیں۔ کہ امور عامہ ایسا کرتا ہے۔ ظلال حکم ایسا کرتا ہے۔ کیا خلیفہ وقت ایسا ہی ہے وقت ہے۔ کہ وہ ایوں کو ناظر اور افسر مقرر کرے۔ جو ظالم ہوں۔ اور لوگوں پر قہری کرنے والے ہوں

ناظر امور عامہ
جس کا نام لے کر اس معاملہ میں مجھے کوسا جاتا ہے۔ اس کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ تین دفعہ اس نکاح کے معاملہ میں میرے پاس حاضر

کو رو کر چکا ہوں۔ اور اب تک بھی میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ آخر یہ نکاح کرنے کے رائے والوں کو کس لئے معاف کروں۔ تین دفعہ ایک بات کہی جاتی ہے۔ مگر تین دفعہ سننے کے باوجود اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ یہ کہتے

کہ ہم سے منافقت ہو گئی۔ غلطی ہو گئی۔ گناہ ہو گیا۔ بیدینی ہو گئی۔ آپ نے تین دفعہ کہا۔ مگر ہم نے نہ مانا۔ اب ہم اپنے اس فعل پر پچھتاتے ہیں۔ تو یہ اور بات تھی۔ مگر وہ ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ ایک بات کہی گئی۔ اور ہم نے نہ مانا۔ اور اسی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کوئی غلطی نہیں ہے۔

اپنے فعل پر پچھتانے والا رویہ
ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ میں انہیں معاف کر دیتا۔ مگر وہ تو ایک ہی سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تین دفعہ حکم ملا۔ مگر ہم نے نہ مانا۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہمیں پتہ نہیں تھا۔ کہ اس طرح نکاح نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر تین دفعہ کہنے کے باوجود بھی ایک بات کسی شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ اسے کتنی دفعہ بات سمجھانی چاہیے۔ اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے۔ کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ جو ناظر ہے۔ وہ بے وقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے

قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ
چونکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے۔ ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ تو دوسرا آکر کہتا ہے۔ دیکھئے کیا اندھیر ہو گئی ہے۔ کوئی سنے والا ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت جتا رہا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہوجاتا ہے۔ تو حکایت کرتا ہے پبلک بالکل

جاہل اور حق
ہے۔ وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے۔ اور جب پبلک میں شامل ہوجاتا ہے۔ تو پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح میں نے

پبلک کے بعض افراد
کو دیکھا ہے۔ کہہ دیں گے۔ یہ پریذیڈنٹ نہایت ہی **بے وقوف اور جاہل** ہے۔

399

جابل بن جانی اور وہ معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جو اس وقت معترف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ناظر نے یوں کر دیا اگر میں انہیں ناظر بنا دوں اور دوسرے ہی دن ان سے پوچھوں۔ کہ پہلک کا کیا حال ہے تو وہ کہیں گے۔ جی کیا پوچھتے ہو۔ جابل آدمی ہیں قرآن میں بھی لکھا ہے اکثر لوگ جابل ہوتے ہیں یونہی نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں گویا جب دوسرا شخص ناظر ہوتا ہے اس وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ

پہلک کی آواز

یہی اصل چیز ہے اور جب اپنے سپرد کام ہوتا ہے تو اس وقت پہلک جابل بن جاتی ہے یہ دیا نتداری اور

تقویٰ کا طریق

نہیں تقویٰ وہ ہوتا ہے جو ایک اصل کے ماتحت ہو۔ چاہے تم حاکم ہو یا محکوم۔ تمہارا اصل ایک ہے۔ لیکن جب تمہارا قانون بدلتا رہتا ہے۔ تم خود حاکم بنو تو اور قانون ہو جاتا ہے محکوم بنو تو اور تو پھر تم مومن نہیں بلکہ منافق ہو۔ خواہ تم جانتے ہو یا نہ اندہ تعالیٰ نے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں اور وہی ہر جگہ کام آیا کرتے ہیں چاہے کوئی حاکم ہو یا محکوم۔ پس اگر اپنی اصلاح چاہتے ہو تو ان جابل لوگوں کی طرح مت بنو جن کا آج کل یہ کام ہے کہ گورنمنٹ انگریزی جیسے بھی افسر مقرر کرے۔ اس کے خلاف شورش برپا کر دیتے ہیں جب تک یہ بات تمہارے اندہ پیدا نہیں ہوگی اور تم اپنے

افسروں کی اطاعت

نہیں کر دو گے۔ اس وقت تک تمہارا ترقی کرنا بالکل محال ہے۔ تمہاری مثال اس وقت اس پتیتے کی سی ہوگی جو اپنی زبان کا خون چوستا جا رہا تھا اور سہتا تھا۔ کہ سل بڑی مزیدار ہے۔ تم ان حرکات سے نہ صرف اپنا ہی نقصان کرتے ہو بلکہ اپنی اولادوں کا بھی نقصان کرتے ہو اور صرف اپنا ہی خون نہیں کرتے بلکہ اپنی اولادوں کا بھی خون کرتے ہو۔ جب تک یہ مادہ ہماری جاہلکے اندر پیدا نہ ہو کہ

چھاٹھی کا کام

ہوں۔ ان میں افسروں کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم کرے اس وقت تک ترقی کیا ایمان بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کا حکم ہے **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** جہاں غیر حکم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ افسروں کی اطاعت نہیں کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں مگر تم خدا کو کیا جواب دو گے۔ کیا خدا تمہیں یہ نہیں کہے گا کہ تم میں سے ہی بعض لوگوں کو میں نے اولی الامر کیا۔ مگر تم پھر بھی ان کی

اطاعت سے کنارہ کشی

کرتے رہے اس میں شبہ نہیں افسر بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ مگر

مچا دینا کہ ظلم ہو گیا نہایت ہی غلط طریق ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے۔ لوگ تمہیں نیک بخت کہہ دیں مگر خدا کے حضور تم نیک بخت نہیں بلکہ بد بخت شمار کئے جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دفتر میں نیک بختوں میں سے تمہارا نام کاٹ کر بد بختوں میں لکھ دیا جائیگا۔ پھر

قیامت کے دن

یہی یہ لوگ جو اب تمہاری تعریف کر رہے ہیں تعریف نہیں کریں گے۔ بلکہ سب سے پہلے تمہارے موہنے پر تھوکیں گے۔ پس اس نیک بخت کہلانے کا کیا فائدہ جو آخر میں تمہیں ذلیل و رسوا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کوئی شخص خدا کے لئے کام کرتا ہے۔ تو وہ اس کے گناہوں کو بھی چھپا دیتا ہے اور تب اپنے نفس کے لئے کام کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کو بھی گناہ کی صورت میں ظاہر کر دیتا ہے دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں **ربنا آتنا ما وعدتنا علیٰ رسدک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تتخلف المیعاد**۔ اے خدا جو تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدے کئے ہیں وہ پورے فرما اور قیامت میں ہماری رسوائی کا کوئی سامان نہ ہو۔ کیونکہ تیرا مومنوں سے یہ وعدہ ہے کہ ان کے

محبوب پر پردہ

ڈال دیا جاتا ہے اور تو وعدوں کو وفا کرنے والی ذات ہے پس جو شخص خدا کے لئے کام کرتا ہے اس کا عیب بھی چھپا دیا جاتا ہے اور جو نفس کے لئے کرتا ہے اس کی نیکی بھی بدی بن جاتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آتا ہے۔ **وہی للمصلین**۔ بعض لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر نماز پڑھنے کے باوجود ان کے لئے دلیل ہوتی ہے تو ایک شخص کی نماز بھی اس کے لئے رسوائی کا موجب ہو جاتی ہے اور دوسرے کا عیب بھی اس کی رسوائی کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اصل چیز یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اس کے عیب چھپائے جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اگر لپٹا ہر اس کو کوئی ذلت بھی پہنچتی ہے تو اس کے بدلہ میں اور

بلیوں عزت کے سامان

پیدا کر دئے جاتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کے لئے کام کرتا ہے اس کے سامنے اگر عزت کے سامان ہیں ہوں تو وہ اس کے لئے

ذلت کا ذریعہ

بن رہے ہیں اپنی یلتوں کو درست کر دو۔ اور خدا کے لئے کام کرنے کی عادت ڈالو۔ چوہدری بننے کی کوشش نہ کرو دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل عزت کے مالک تھے مگر انہیں مکہ کا ایک کتابھی بھونک لیتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں جو اپنے آپ کو عزتوں والا سمجھتے تھے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے تھے ان کا کیا حشر ہوا۔ پس

اصل عزت

وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اس کی ذلت بھی عزت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جب کوئی خدا کا نہیں ہوتا تو اس کی عزتیں بھی ذلت میں بدل جاتی ہیں۔

ذکر فکر

اپنے رب کے ساتھ خلوت

اے عزیز اگر تو سوچے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں تجھے اپنے رب کے ساتھ خلوت کہی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یا تیرے پیلوں میں تیری بی بی ہے یا رشتہ دار۔ یا تو اپنے پیشہ یا ملازمت میں لگا ہوا ہے شاید تو پیشاب پاخانہ کے وقت سے سوا اور مخلوقات یا کام دھند سے کبھی الگ اور تنہا ہی نہیں ہوتا مگر یہ سمجھ کہ تیرا یہ دعویٰ کہ تجھے خدا کے ساتھ محبت کا تعلق ہے کبھی ماننے کے قابل نہیں۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ تو اس محبوب کے لئے خلوت کا وقت بھی نکالتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی علیحدہ ایک بالا خانہ تنہائی کے لئے رکھا ہوا تھا۔ حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ہر روز کئی گھنٹے اپنے کمرے میں کنڈی لگا کر تنہا ہو جاتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی فرمایا کرتے تھے کہ یومنون بالغیب کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ متقی وہ ہے جو اپنے خدا کے لئے کچھ تنہائی بھی ضرور روزانہ اختیار کرے۔ مگر صرف تنہا ہونا مراد نہیں۔ بلکہ اس نیت سے تنہا ہو کہ اس وقت میں رو بخدا ہوں۔ یہ وقت میرے محبوب سے ملنے کا وقت ہے۔ اور تمام دنیا کے خیالات کو اس وقت دور کر دے اس ذات کو اس وقت خاص طور پر متوجہ سمجھ۔ اسی کا ذکر کرے اسی کی صفات میں تفکر کرے اس کے اس نون کا شکر ادا کرے اسی کو نوا طلب کرے اس کے دعا کرے اور جو مناسب چاہے کرے۔ خواہ یہ وقت ہمنٹ کا ہو مگر اے عزیز اس کی عادت ڈال اور اس جو تعلق تیرا اللہ تعالیٰ

کے لئے جو تعلق تیرا اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا زاریہ شاہ

جماعت احمدیہ کے نام

چند کثیرتوں کی طرف سے

تمام احمدی احباب کرام تو بذریعہ اخبار الفضل یہ اطلاع ہو چکی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صدارت آل انڈیا کثیرتوں سے استعفی ہو چکے ہیں۔ اور جو اعلانات چند کثیرتوں کے متعلق بحیثیت صدر آل انڈیا کثیرتوں کی حضور ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہوئے تھے وہ بھی منسوخ ہو گئے ہیں۔ باوجود اس کے دفاحت سے یہ اعلان احباب کی اطلاع کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ کسی احمدی سے حضور بحیثیت صدر آل انڈیا کثیرتوں کی چندہ کا مطالبہ نہیں فرماتے۔

چندہ کثیرتوں کا قاعدہ اور کیا ہے

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس خاکسار کو یہ ہدایت ہوئی ہے کہ تمام احمدی جماعتوں میں اطلاع کر دی جائے۔ کہ جہاں حضور صدر آل انڈیا کثیرتوں کی حیثیت سے چندہ کثیرتوں کا مطالبہ نہیں فرماتا وہاں بحیثیت خلیفۃ المسیح الثانی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہر احمدی چندہ کثیرتوں کی پائی نی روپیہ یا ہوار باقاعدہ ادا کرے۔ اور اس چندہ میں ایسی باقاعدگی کی جائے۔ کہ ہر ایک احمدی سے وصول کیا جائے۔ اور اس چندہ کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک حضور اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان نہ فرمائیں۔

چندہ کثیرتوں کے مسلمانوں سے بھی وصول کیا جائے

نیز یہ بھی احمدی احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ ان مسلمانوں سے بھی چندہ کثیرتوں وصول کر سکتے ہیں۔ جو مظلومان کثیرتوں کی امداد کے سلسلہ میں احمدیوں کے ساتھ گہری ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ان کو یہ اعتماد ہے۔ کہ اگر وہ اپنا مال مظلومان کثیرتوں کی امداد کے لئے ان کے حوالہ کریں گے تو وہ اپنے محل پر خرچ ہو کر ان کے لئے موجب ثواب ہوگا۔ پس ایسے مسلمانوں سے بھی چندہ کثیرتوں وصول کیا جائے۔

پس اس مختصر اعلان کے ذریعہ تمام احمدی جماعتوں اور ان افراد کو جن کے چندہ براہ راست بیت المال میں آتے ہیں۔ اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ باقاعدہ اور باشرح چندہ کثیرتوں کی پائی نی روپیہ یا ہوار ادا فرمائیں۔ اور اس چندہ کو ہر کوئی چندوں

کے ساتھ محاسب صدر الرحمن احمدیہ قادیان کے پتے سے معہ تفصیل بجا دیں۔

کشمیر کے متعلق زمیندار جماعتوں کا فرض حضور ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ چونکہ زمینداروں کی فصل خریدنے کے برداشت کا وقت ہے اس لئے زمیندار جماعتیں جہاں اپنا چندہ عام وغیرہ باقاعدہ ادا یا شرح ادا کریں۔ وہاں یہ چندہ بھی دسے کر ثواب حاصل کریں۔

پس تمام احمدیوں سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ حضور ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں ایک کچھ ہونے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں گے۔ وہاں حضور ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خوشنودی اور دعا کے بھی مستحق ہوں گے۔

خاکسار برکت علی خان قناشل سکریٹری۔ قادیان

کشمیر میں ارسروٹس

مورخ ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء صدر مسلم کانفرنس گرفتار کر لئے گئے۔ قبل گرفتاری غلام نبی صاحب اور شیخ عبداللہ صاحب نے ساٹھ ہزار کے مجمع میں تقریریں کیں۔ خلاصہ یہ تھا کہ حکومت سے استدعا کی گئی تھی۔ کہ حفظ امن کی تدابیر اختیار کرے۔ اور پولک میں سے ان اشخاص کو جو کہ قتل کے باقی میں تینہ کرے۔ اور ان مال حکومت کو عیسوی کرے جو کہ باعث فتنہ و فساد ہیں۔ جن میں کرتار سنگ پنڈت بلا کاک و مشہور ہستیاں ہیں۔ جن کی علیحدگی کے لئے جموں و کشمیر کی متحدہ آواز سال بھر سے بلند ہو رہی ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ حکومت اس مشورہ پر کار بند ہوتی۔ انشا الہی کے ہاتھوں میں عنان حکومت دے دی گئی۔ جس کے نتیجے میں موجودہ گرفتاریاں کی گئیں۔ اور گولیاں چلائی گئی ہیں۔

سنایا ہے۔ کرتار سنگ نے مطالبہ کیا ہے کہ ہری کشن کول کی طرح اسے بھی اقتدار دے جائیں۔ نہایت خطرناک حالات کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کرتار سنگ کا خیال ہے۔ کہ پہلے سے زیادہ سختی کی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان امور میں مشر کالون وزیر اعظم کا کوئی دخل نہیں۔ چونکہ دائرے نے بہادر عقرب سری نگر آنے دئے ہیں۔ اغلب ہے کہ وہ سے زیادہ سختی کی جائے تاکہ جلد ہی حالات کو دبا دیا جائے۔ مضامین میں بھی کافی فوج اور پولیس بھیج دی گئی ہے۔

سنایا ہے کہ امیر اکدل میں کرتار سنگ کے حکم سے مسلمانوں پر گولی چلائی گئی۔ ڈی۔ آئی۔ جی کا رویہ نہایت موزوں رہا۔ (نامہ نگار)

پونڈی ضلع کرناٹک میں احمدی مسیحا پرے

ستمبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک احمدی قادیان محمدی عجم صاحبہ جو پونڈی ضلع کرناٹک میں زنانہ سکول میں ہیڈ ماسٹرس کے فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔ اور ایک مہنتی اور تعلیمی لحاظ سے بہت قابل ہیں۔ کٹالیٹ کا نشانہ بنائی جارہی ہیں۔ مس پوری جو آج کل اسٹنٹ انسپکٹرس ہیں۔ ایک سے خاتون ہیں۔ جن کی طرف سے آنے والی عجم صاحبہ کو کٹالیٹ دے دی جاتی ہیں نائب استانی ایک غیر سنیافتہ اور تعلیمی لحاظ سے بالکل معمولی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا والد سکول بلڈنگ میں مقیم ہے۔ اس طرح طرح کی شرارتوں سے محمدی عجم صاحبہ کو تنگ کیا جا رہا ہے جس پر جو۔ لہ کے ہاں درخواست کی گئی۔ لیکن مس پوری نے بالکل غیر منصفانہ فیصلہ دیا۔

شکایت یہ تھی۔ کہ نائب استانی کا والد سکول کے مکان میں جہاں ہیڈ ماسٹر پہلے سے رہتی تھی۔ زبردستی رہنے لگ گیا جس سے پروردہ خاتون کے لئے کٹالیٹ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جب اس کے متعلق افسران بالا کی خدمت میں رپورٹ کی گئی۔ تو لیڈی انسپکٹر مس پوری نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک ماہ چابی نائب رکھے۔ اور ایک ماہ ہیڈ ماسٹر کے لئے رہیں۔ بالکل غلط ہے۔ سکول کی لاگ بک ہیڈ ماسٹر کے اعلیٰ درجہ کے کام کو ظاہر کرتی ہے لیکن اب خواہ مخواہ اسے تخلص میں مبتلا کیا جا رہے ہیں افسران بالا کو مس پوری کے اس غیر منصفانہ فیصلہ کی طرف توجہ دلائے ہوئے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے محکمہ کی ایک قابل استانی کی داد دے فرمائیں۔

اس موقع پر یہ ذکر کر دینا مناسب نہ ہوگا کہ پونڈی ایسے چھوٹے سے قصبہ میں وہ ہندو ہائی سکول چل رہے ہیں۔ مذکورہ بالا زنانہ سکول ڈسٹرکٹ بورڈ کرناٹک کے ماتحت ہے۔ اور انتظام تعلیمی لحاظ سے درجہ اول پر ہے۔ باوجودیکہ تمام قصبہ کی فضا ہندوانہ و متعصبانہ ہے۔ جسے مس پوری صاحبہ اور مس خراب کرنا چاہتی ہیں۔ ان کا ایک عرصہ سے خیال ہے کہ اس سکول کو ہندو گز سکول کے ساتھ ملا کر کاظم و نسق پونڈی کے آریوں کے سپرد کر دیا جائے۔ بد قسمتی سے یہاں مسلمانوں کا کوئی سکول نہ ہوگا یا لڑکیوں کے لئے موجود نہیں۔ ایسی حالت میں مس پوری کی کوششوں کا بار آور ہو جانا پونڈی کے مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نقصان رساں ہے۔

افسران بالا کو اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ (نامہ نگار)

دستیں

۱۹۸۷ء - منگہ شیخ محمد ولد منو خاں قوم راجپوت
 بھٹی پٹیہ مدرس عمر قریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۸۷ء
 ساکن قطب پور۔ ڈاک خانہ بکھو تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور۔ آج
 مورفہ ۳۳۔ ۱۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت
 کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے میرے
 پاس صرف تین گھماؤں چاہی اور کچھ بادانی زمین ہے جس کا
 کھاتا میرے نام ہے۔ مگر ان تین گھماؤں سے ایک گھماؤں کو
 مہراہی میری کو دے رکھی ہے۔ باقی دو گھماؤں میں سے اپنی
 جائداد کا ایک حصہ جس کی قیمت موجود زمانہ کے لحاظ سے
 ہمارے گاؤں میں ایک صدر روپیہ فی گھماؤں ہے۔ لیکن میرا
 گزار صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد ہے جو کہ
 اس وقت مبلغ ۱۳ روپیہ ماہوار خواہ ہے۔ میں تازلیت
 اپنی ماہوار آمد کا ایک حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان
 کرتا ہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا
 ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے
 بھی ایک حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں
 کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر
 انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ
 اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد۔ شیخ محمد مولوی عالم
 گواہ شد۔ محمد طفیل خاں ایم۔ ڈی ٹیچر مدرسہ احمدیہ بقلم خود۔
 گواہ شد۔ عبدالخالق ہستم مہمان خانہ بقلم خود۔

۱۹۸۷ء - منگہ سماء اللہ رحیمی زوجه شیخ نور احمد
 خان صاحب قوم کے زنی پٹیہ عمر باسٹھ سال تاریخ
 بیعت ۱۹۱۵ء ساکن بٹالہ ڈاک خانہ بٹالہ تحصیل بٹالہ ضلع
 گورداسپور آج مورفہ ۳۶ رگت ۱۹۸۷ء بقائمی ہوش و
 حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے سر
 کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ
 کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی
 میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں
 بحد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی
 رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی
 جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان دزمن
 مالتی قریباً اڑھائی ہزار روپیہ۔ ۲۵۰۰ روپیہ جو مجھے میرے
 مرحوم فادد کی جائداد کے اٹھویں حصہ میں ملی ہے۔ اور اس
 حصہ کا دسواں حصہ یعنی مبلغ دو صد پچاس روپیہ میں وصیت
 منظور ہونے پر اپنی اولاد سے وصول کر کے داخل خزانہ صدر
 انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گی۔ العبد۔ نشان انگوٹھ سماء
 اللہ رکھی موصیہ مذکور۔ گواہ شد۔ ظفر الحق خاں پسر موصیہ
 گواہ شد۔ نواب الدین چیف سکریٹری جماعت احمدیہ
 علاقہ فیروز پور ۲۸

۱۹۸۷ء - منگہ بابو عبدالکریم ولد محمد الدین صاحب
 قوم اراٹلیں عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۲۲ نومبر ۱۹۸۷ء ساکن
 سندھ کلاں ڈاک خانہ منٹواں تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور۔ آج مورفہ
 ۳۳۔ ۲۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت
 کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری
 ماہوار آمد منگہ روپیہ ہے۔ میں تازلیت اپنی ماہوار آمد کا
 دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں گا
 میرے رینکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے
 بھی ایک حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط
 المرقوم ۲۲ مارچ ۱۹۸۷ء۔ العبد۔ عبدالکریم احمدی ڈپٹی
 شفا خانہ جلال آباد تحصیل مکتسہ ضلع فیروز پور۔
 گواہ شد۔ نواب الدین جنرل سکریٹری علاقہ فیروز پور
 گواہ شد۔ تاج الدین بقلم خود جلال آباد کوٹھی ابو خاص
 ملانہ ۳۳۔ منگہ سارہ بی بی زوجہ عبد القادر قوم راجپوت
 عمر ۲۵ سال سکنا بابا بکالہ ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع امرتسر
 آج مورفہ ۳۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب
 ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر
 میری جائداد ہو اس کے ایک حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
 قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد
 خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بحد وصیت داخل یا حوالہ
 کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت
 حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ
 جائداد حسب ذیل ہے۔ صرف مبلغ ۲۰۰ روپیہ کا مہر ہے۔
 علاوہ اس کے اور کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔
 العبد۔ سماء سارہ بی بی زوجہ عبد القادر ذات راجپوت
 ساکن بابا بکالہ ضلع امرتسر۔ گواہ شد۔ منشی عبد القادر ولد
 محمد بخش ذات راجپوت ساکن بابا بکالہ ضلع امرتسر بقلم خود
 گواہ شد۔ عبد الرحمن ولد غلام قادر ذات راجپوت سیکریٹری
 جماعت احمدیہ بابا بکالہ

۱۹۸۷ء - منگہ سکینہ بی بی زوجہ محمد بخش دزلی عمر ۲۱ سال
 تاریخ بیعت ۱۹۸۷ء ساکن سیالکوٹ آج مورفہ ۳۳۔ ۱۹ بقائمی
 ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری
 موجودہ جائداد اس وقت مبلغ ۸۰۰۰ روپیہ نقد ہے۔ اس کے
 علاوہ میری کوئی جائداد اقسیم زیور یا مکان نہیں ہے۔ اور
 نہ ہی کوئی ذریعہ آمد ہے۔ میں اپنی جائداد کا ایک حصہ کی وصیت
 انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میں اپنی زندگی میں انشاء اللہ
 ایک حصہ یعنی دو ہزار روپیہ ادا کر دوں گی۔ اگر میرے مرنے کے بعد
 کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ایک حصہ کی مالک صدر
 انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ سکینہ بی بی بیوہ مارٹ
 کریم بخش نشان انگوٹھ۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر محمد الدین احمدی
 سب انسٹنٹ ہیلتھ آفیسر سیالکوٹ۔ گواہ شد۔ مسعود
 عزیز طالب علم بی۔ اے کالج پسر موصیہ۔ گواہ شد۔
 نظام الدین سیکریٹری و صاحب ایجنٹ احمدیہ سیالکوٹ۔

۱۹۸۷ء - منگہ سیدہ بیگم زوجہ میاں محمد عبداللہ صاحب
 قوم راجپوت پٹیہ زندگی عمر ۲۵ سال ساکن پانڈی جری ڈاک خانہ
 سید والہ تحصیل ٹھکانہ ضلع شیخوپورہ۔ آج مورفہ ۳۳۔ ۱۹ بقائمی
 ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
 میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ جو زیور کی
 صورت میں گیارہ سو روپیہ جس میں مہر شامل ہے۔ اس کے
 ایک حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ
 بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد
 ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ایک حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل کرتا
 صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایک
 رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ لہذا یہ وصیت
 نامہ لکھ دیا ہے۔ تاکہ سند رہے۔ العبد۔ سیدہ بیگم نشان انگوٹھ
 گواہ شد۔ محمد عبداللہ۔ گواہ شد۔ احمد الدین زرگر
 سیکریٹری و صاحب ایجنٹ جری بقلم خود

۱۹۸۷ء - منگہ سماء اللہ رحیمی زوجه وارث محمد قوم
 راجپوت پٹیہ زندگی عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۸۷ء
 ساکن پاک۔ ٹن ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع منٹگری۔ آج مورفہ
 ۳۳۔ ۱۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت
 کرتی ہوں۔ میری جائداد زیور طلائی قیمتی مبلغ چار سو روپیہ کا
 ہے۔ جس میں مہر شامل ہے۔ اس کے ایک حصہ کی بحق صدر انجمن
 احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر میری کوئی اور جائداد
 میرے مرنے کے وقت ثابت ہو۔ تو اس کے متعلق بھی
 میری ہی وصیت ہے۔ اور اگر میں کوئی روپیہ بحد وصیت خزانہ
 صدر انجمن احمدیہ میں داخل کر کے رسید حاصل کروں۔ تو وہ حصہ
 وصیت کردہ سے منہا کیا جائے۔ العبد۔ کرم بھری۔
 گواہ شد۔ وارث محمد بقلم خود فادد موصیہ۔
 گواہ شد۔ احمد الدین زرگر سیکریٹری و صاحب ایجنٹ اراٹلیا قادیان

۱۹۸۷ء - منگہ سید غلام رسول ولد سید الرسول
 قوم سید عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت اندازاً اس سال ہوگا۔
 ساکن کانپور ڈاک خانہ سوگڑاہ ضلع لنگ آج مورفہ ۳۳۔ ۱۳
 بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
 میں اپنی زندگی میں اپنی پیشین سے دسواں حصہ برابر دیا
 کروں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ہوگی۔ اس
 کے ایک حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری پیشین
 اس وقت مبلغ ۲۲ روپیہ ۵ ماہوار ہے۔ نیز میں اپنی زندگی
 میں بھی لکھ کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان
 میں بحد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم
 یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔
 العبد۔ سید غلام رسول احمدی بقلم خود
 گواہ شد۔ محمد عبدالمنان احمدی۔ گواہ شد۔ محمد عبداللہ احمدی
 ۱۹۸۷ء - منگہ عمر بخش ولد سندھی قوم اراٹلیں
 پٹیہ زراعت تاریخ بیعت ۱۹۸۷ء ساکن شہرست پورہ ڈاک خانہ
 مانگ ٹھیری تحصیل و ضلع ہوشیار پور۔ آج مورفہ ۳۰۔ ۲۰
 بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
 میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس
 کے ایک حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر
 میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن
 احمدیہ قادیان میں بحد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل
 کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے
 منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ تحصیل کلاں
 چودہ مرلہ کے ایک حصہ کی تقریباً دو سال تیرہ مرلہ ہمہ گیر دی ہے
 لہذا انجمن موصوف کو اختیار ہے۔ کہ جسے چاہے کاشت کو
 دیدے۔ یا فروخت کر دے۔ مجھے کچھ اختیار نہ ہوگا۔ لہذا یہ
 چند حروف بطور ہمہ نامہ کے لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ سند رہے۔
 اور بوقت ضرورت کام آدے۔ العبد۔ عمر بخش موصی مذکور
 گواہ شد۔ محمد علی شاہ انسپکٹر جماعت احمدیہ گواہ شد۔ حاجی
 گواہ شد۔ امیر خان سیکریٹری انجمن احمدیہ

اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا افضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء آپ کی نگر سے گذرا جس میں حضرت فلیتہ السبح الثانی ابیہ اللہ نصرہ العزیز نے صدقہ اسلام کے مضمون میں طب کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے۔
 ہو میو پیٹھک علاج کے فائدے بتائے۔ اگر آپ وہ مضمون پڑھیں۔ تو ہو میو پیٹھک علاج کے شائق ہو جائیں۔ میں اپنے شوق اور یقین کی بنا پر عرض کرتا ہوں۔ کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر ایک بڑا احسان کیا۔ کہ ہو میو پیٹھک علاج کو عوام کے دلوں میں جگہ دی۔ ان دواؤں کی تیسلیں مقدار اور عظیم الشان اور دیرپا اثر کو روحانیت دے ہی بیان کئے ہیں۔ اگر اس علاج کو روحانی علاج کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔

کونسی بیماری ہے۔ جو اس علاج سے شفا نہیں پا سکتی میں تو کہتا ہوں کہ ہو میو پیٹھک علاج خدا نہیں کرتا بلکہ طبی علم ربی ہو۔ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ پورا حال لکھ کر بھیجئے۔ کم خرچ میں۔
 ایم۔ ایچ۔ احمدی۔ ہو میو پیٹھ۔ چٹوڑہ گڑھ میو وار

آہنی خراس

قیل سر یہ سکتا ہوں آمدنی بڑھانے کا طریقہ
 کاوسی پوری



قیمتیں اور تفصیلی حالات معلوم کر کے 401
 آپ یقیناً خوش ہو گئے
 علاوہ ازیں پیات کٹر میلنہ جات انگریزی مل فلور بل
 بادام روغن۔ بیویاں قیمہ اور چاندنی شینیں وغیرہ
 کیلئے ہماری با تصویر فہرست مفت طلب کیجئے۔

آہنی رہٹ



ہم نے آہنی خراس چھوٹے پیمانے پر لٹے کی پانی کا بہترین ذریعہ میں میں یا بیسنا جوت کر فارغ وقت میں محلول آمدنی پیدا کیجئے۔ ہر قسم کے غذا جات علاوہ نمک ملدی وغیرہ بھی پی جاتی ہے اس پانی سے لاناچ کے اہلی جو ہر شہر دونا amir mndn فنانہ نہیں ہوتے۔ آنا ڈیڑھ سن دانہ چھوٹے کی گھنٹہ تیار ہوتا آہنی میٹھل اور بہترین گرائی میں تیار ہوتے ہیں اطراف ملک بکثرت ملتا ہے اور بگڑنے کے ٹٹوں سے ہمیشہ کیلئے بے فکر ہو جائینگے
 پرانے دقیا نوسی سامانوں کی بجائے ہمارے ترقی یافتہ رہٹ کیوں نہیں لگا لیتے؟
 جو اعلیٰ میٹھل اور بہترین گرائی میں تیار کئے جاتے ہیں پاداری اور با فراط پانی حینے میں منظر ثابت ہو چکے ہیں آپ کی ادسط پیداوار نمایاں طور پر بڑھ جائیگی۔ روزمرہ کی مرمت اور بگڑنے کے ٹٹوں سے ہمیشہ کیلئے بے فکر ہو جائینگے
 اصل دوا علی مال منگوانے کا قدیمی تپہ
 ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنٹر انجنیئرز۔ بمالہ (پنجاب)

لفصل میں اہتمام کے قاعدہ اٹھائے

نارتھ ویسٹرن ریلوے ٹوٹ

انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی دفعات ۵۵ و ۵۶ کی رو سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مندرجہ ذیل سٹیشنوں پر بغیر چھپائے ہوئے جو کوٹے کے چالان پڑے ہیں۔ اگر ۲۳ جون ۱۹۳۳ء تک تمام چارجز ادا کر نیئے بعد نہیں چھپائے گئے تو پھر انہیں بذریعہ پبلک نیلام فروخت کر دیا جائے گا۔ ان چالانوں کے متعلق تفصیلی حالات چیف کمرشل انجنیئر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔
 آدم پور دوآبہ۔ بیادگر لٹھ۔ بنگار بھوئی اسلی۔ چھینا۔ فتح گڑھ چوہان کاموکی۔ مانسا۔ منکانہ صاحب۔ نارووال۔ پسرور۔ پتوکی۔ قادیان۔ مغلان۔ ساٹکھا۔ تاپا۔ داسوال۔ شاہ آباد مارکٹ۔ بھلیپورہ۔ گوجرہ اور چکرا میں ایک ایک داگن۔
 برابر۔ جوں توئی اور۔ سمبڑیل مردان میں ہر جگہ دو دو داگن امرت مسر اور دینا میں تین تین داگن
 ہیڈ کوارٹرز نائنس لاہور۔
 تاریخ ۲۳ جون ۱۹۳۳ء
 چیف کمرشل انجنیئر

اکسیر حنا زمر

قیامت کی نوزاد دو روپیہ لوز (حیرت) قیمت چھ ماہانہ
 اطباء۔ ڈاکٹر۔ عوام الناس۔ روساء۔ امراء۔ ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستوں بلکہ دنیا کے کناروں تک اپنی صداقت و فوائد کے باعث وسیع ہو چکا ہے۔ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔
 اکسیر حنا زمر سخت سے سخت اور پرانی سے پرانی خنازیر کو بفضل نقا لے چند روز میں شریہ آرام آجاتا ہے۔ سینکڑوں مرتبہ تجربہ میں آچکی ہے۔ بلا تکلیف بغیر آپسٹن کے گٹھیاں ہمیشہ کیلئے نابود ہو جاتی ہیں۔ قیمت صرف تین روپیہ۔
 ملنے کا پتہ شفا خانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

اردو نثار ٹینڈ

مخقر نویسی کے مستند ماہر و شہ آفاق استاد شرجی ایم اہتہ الیٹ۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی۔ رائٹنگ ٹیچر ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم۔ پیرس اپر نیسل صاحبہ انڈین کارپوریشن کالج کی تازہ تصنیف۔ صرف دس سائین کوزہ میں دریا پراپکٹس و مٹرنہ سبق مفت
 ملینجر انڈین کمپیوٹنگ کالج بمالہ پنجاب

اطکی لٹھ کا

ایام محل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ اس میں ڈسٹریکشن صاحب سے آس میں آئی وغیرہ لٹھن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم زہریہ غالب اور مادہ زہریہ مغلوب ہو کر بفضل خدا و کا پیدا ہوگا۔ ضرور نمند فائدہ اٹھائیں قیمت بڑے نام ہر ڈاگن احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی قیمتی تصدیق موجود ہیں
 ایشیا تھی۔ ایم۔ نواب الدین منجر خوب اولاد زہریہ میاں محلہ بمالہ ضلع گورداسپور

ضرورت

انٹرنیشنل ادارت اسے پاس یا فیملی نوجوانوں کی جو تین روپیہ سے ڈہائی سو روپیہ ماہوار تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد کا گٹھ ڈاک بھیج کر منگو ایس۔ پنجاب انجنیئرنگ انسٹیٹیوٹ جالندھر شہر
 بینڈ مارٹر کی ضرورت ہے۔ ۲۰ سہمی کے پریچ میں پیش یافتہ بینڈ مارٹر کی ضرورت کا اعلان ہوا ہے۔ اصل میں بینڈ مارٹر کی ضرورت ہے۔

ہندوستان اور غیر مسلموں کی خبریں

کے فیصلہ میں کیا ہوتا اور کیا نہ ہوتا۔

حکومت ہند کی اطلاع کے مطابق سول نا فرمانی کے سلسلہ میں جن اشخاص کو سزا میں ہوئی ہے۔ ان کی تعداد اور خرابیوں میں نقشہ ذیل کے مطابق تھی۔

بیٹی - مرد ۲۶۱۷ عورتیں ۲۱۵

یو۔ پی۔	۱۹۶۶	۱۲۳
سرحد	۱۶۶۱	x
ہماچل پردیش	۱۵۹۸	۵۵
بنگال	۱۱۷۱	۶۹
مدرا	۷۶۷	۵۰
پنجاب	۱۸۲	۸
آسام	۱۳۷	۱۳

لندن کے ایک ہوٹل میں ایک شخص سڑک پر تقریباً آٹھ گزین ہے وہ اعلان کر رہا ہے کہ دنیا کا موجودہ دور ۱۳ جون کو ختم ہو جائیگا اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا وہ پیسہ پیش و پیش میں صرف کر دیں۔ یہ شخص خود گذشتہ پندرہ دنوں میں دو سڑکوں پر پونڈ خرچ کر چکا ہے۔ ایک اخباری نمائندہ سے دوران ملاقات میں اس نے کہا کہ میں نے بائبل کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں اس کی تمام پیگوریاں پر ایمان رکھتا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے ہم تباہیاں برس رہی ہیں اور لوگ سراسیمہ ہو رہے ہیں۔

انڈین سول سروس ایسوسی ایشن نے پارلیمنٹری کمیٹی کے پاس ایک میمورنڈم بھیجا ہے جس میں مطالبہ کیا ہے کہ چونکہ ڈائمنڈ پیر کی مجوزہ سکیم کے ماتحت آئین میں تبدیلیاں ہونے کا امکان ہے اس لئے سروس کے ممبران کو یقین دلایا جائے کہ اگر آئندہ آئین میں اعلیٰ عہدوں کو اڑا دیا گیا۔ یا ترقی تبادلہ میں رپے کی قیمت گر گئی تو اس صورت میں سروس کے ممبران کے حقوق کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

مشترک میں سب سے زیادہ ڈنڈوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اس امر کا اعلان کیا گیا کہ پنڈت مدن موہن مالویہ سنائی نہیں۔ ایک قدامت پسند ہندو نے ایک ریزولوشن پیش کیا جس کے ذریعہ جوہوں کو اچھوت اور ہمارے تحریک کے کھینے کے فیصلہ پر مبارک باد دی گئی۔

ساہیوالہ سے آمدہ اطلاع منظر ہے کہ آرمی کو منچو کو

فرانزوائے بھوپال نے ارزانی اجناس اور کاشتکاروں کی مالی حالت کے اخطاط کے پیش نظر اپنی جاگیر کے چند موضع میں مالیت کا ایک حصہ اور بعض موضع میں بے حصہ معاف کر دیا ہے نیز یہ رعایت بھی منظور فرمائی ہے کہ اگر کسی کاشتکار نے رقم معاف شدہ منہانہ کر کے اپنا پورا مال لیا اور کر دیا ہو۔ تو وہ رقم واپس دے دی جائے گی۔

قلافت کمیٹی پر مولانا شوکت علی کی ایک تحریک کے مطابق اس وقت میں ہزار روپیہ قرض ہے۔ دارالعوام میں ۳ جون کو سر سیمول ہور کی توجہ گوردوارہ پر بندھک کمیٹی کی ان درخواستوں کی طرف مبذول کرائی گئی جن میں لاہور کے ۱۵-۱۶ واے مقدمہ سازش کے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا ہے سر سیمول ہور نے اس قسم کی درخواستیں تو ضرور کی گئی ہیں۔ مگر ہندوستان کے حکام نے یہ درخواستیں بیرے پاس نہیں بھجوائیں۔ آپ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس مسئلہ کو ہندوستان کے حکام کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت قہر پارادکن نے جامعہ اقصیٰ کے فلسطینی وفد کو پہلے ایک لاکھ روپیہ دینا منظور فرمایا تھا۔ مگر اب تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے علاوہ مزید پانچ لاکھ روپے کی رقم سیفہ صرف خاص سے خطا کی جائے گی۔ علامہ مسیح اقبال کو ہمارا ہمہ بردہ کی طرف سے دعوت موصول ہوئی ہے کہ جنوری ۱۹۳۷ء میں بڑودہ آکر فلسفہ ٹیٹھے کے بعض پیلوڈوں پر تقریریں کریں۔

سر سیمول ہور وزیر ہند نے یکم جون کو دارالعوام میں بتایا کہ مجھے علیحدگی برما کی مخالفت جماعت کی طرف سے ایک عرضداشت موصول ہوئی ہے جس پر مجلس قانون ساز برما کے ۴۴ ارکان کے دستخط ہیں۔ اس عرضداشت میں بتایا گیا ہے کہ اس ریزولوشن پر جو علیحدگی کے مخالف ارکان کی طرف سے پیش کیا گیا تھا اگر رائے شاری کی جاتی تو وہ بھی اس تجویز کے حق میں وسط دیتے۔ لیکن حکومت برما کی اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ علیحدگی کے مخالفین کو ایسے تمام موقعے ہم پہنچانے گئے۔ مگر انہوں نے ان مواقع کو ٹھکرا دیا۔ اندر میں حالات حکومت اس نظریہ کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ مجلس قانون ساز

گورنمنٹ کی سلیج ریلوے پولیس نے ایک جاپانی افسر کی سرکڑ میں چینی مشین ریلوے کو سو ڈیٹ علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور ریلوے کے اہم ترین حصہ پر قبضہ کر لیا اس سے ریلوے کے کنٹرول کے متعلق روس اور منچوریا میں کشیدگی بڑھ گئی ہے۔

گاندھی جی کے متعلق یونٹ سے ۲ جون کو جو بلیٹین شائع ہوا اس میں لکھا ہے کہ آپ کسی بخش طور پر ترقی کر رہے ہیں لیکن ابھی بہت عرصہ تک صحت کی نگرانی کرنے کی ضرورت باقی رہے گی۔ پھلوں کے رس اور اہلی ہوئی سبز لہوں کے پانی کے ساتھ ملا کر کھانے کا دودھ پینا آپ نے شروع کر دیا۔

چینی ترکستان میں جو انقلاب حال ہی میں رونما ہوا ہے اس کے سلسلہ میں حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے محکمہ جات خارجہ اس امر کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ وہاں کسی مسلمان کو برطانوی قونصل مقرر کیا جائے۔ تاکہ وہ پیشی ترکستان میں باشریک اثر کا سبب نہ بن سکے۔ اس سلسلہ میں باختر حلقوں میں اور تاسوں کے علاوہ سرارجی بالڈ سمیلٹن اور ڈاکٹر محمد اقبال کا نام بھی لیا جا رہا ہے۔ اول الذکر صاحب ایک نو مسلم انگریز ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں اصحاب کی معلومات چینی ترکستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم رکھنے میں عمد ثابت ہوگی۔

شملہ سے ۵ جون کی اطلاع ہے کہ ۳ جون کو ریاست الودھ میں ریواڑی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر موضع سالار پور میں اہل حق اور میواتیوں میں فساد ہو گیا۔ جس میں چار اشخاص ہلاک ہوئے اور ۱۲ مجروح ہوئے۔ سرکاری فوج سالار پور بھیج دی گئی ہے۔ آئریل ملک سرفیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب نے ۵ جون کو مسلم ایڈگلو اور نیشنل کالج امرت سرکی رسم افتتاح ادا کی۔ صوبہ سرحد میں خان صاحب میر کریم بخش صاحب ایڈیٹر اور نیکلریجیشن کو قائم مقام ڈائریکٹر محکمہ تعلیمات مقرر کیا گیا ہے آپ اس صوبہ میں پہلے ہندوستانی ہیں جو اس عہدہ پر فائز ہوئے۔

امریکہ نے امریکن رینی گندم اور آٹا کی خرید کے لئے چین کو پچاس ملین ڈالر قرض دینا منظور کیا ہے اس سے امریکہ کو یہ فائدہ پہنچے گا۔ کہ اس کی فالتورونی اور گندم کا کچھ حصہ فروخت ہو جائے گا۔ اور چین کو یہ فائدہ ہوگا کہ اس کی اقتصادی حالت درست ہو جائے گی۔ یہ قرض تین سال کے لئے ہے اور اس پر ۵ فیصد سالانہ سود ادا کرنا پڑے گا۔

گورنمنٹ کی سلیج ریلوے پولیس نے ایک جاپانی افسر کی سرکڑ میں چینی مشین ریلوے کو سو ڈیٹ علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور ریلوے کے اہم ترین حصہ پر قبضہ کر لیا اس سے ریلوے کے کنٹرول کے متعلق روس اور منچوریا میں کشیدگی بڑھ گئی ہے۔